OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com DOI: **10.5281/zenodo.10519340**

علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی علیہ الرحمہ کی دینی خدمات کا جائزہ

Review of religious services of Allama Yusuf bin Ismail Nabhani

Muhammad Aqib Javaid
M.Phil, Scholar, Department of Islamic Studies NCBA, DHA Lahore.
Email: muhammadaqib7226@gmail.com

Dr. Mehmood Ahmed
Assistant Professor Department of Islamic Study NCBA&E DHA Campus Lahore.
Email: muftimehmoodahmad@gmail.com

Dr. Zia Ullah
Assistant Professor, Department of Islamic Studies NCBA, DHA Campus, Lahore.

Received on: 13-07-2023 Accepted on: 15-08-2023

Abstract

Yusuf bin Ismail Al-Nabhani, a Palestinian Sunni Islamic scholar from the 19th and 20th century, played a significant role in shaping Sufism and making notable contributions to Islam and the Muslim Ummah. This article aims to shed light on his research works, teachings, and their impact. Additionally, it explores Al-Nabhani's unique stylistic approach in his writings on the biography of Prophet Muhammad, Al-Nabhani's scholarly endeavors encompassed a wide range of Islamic knowledge, including theology, jurisprudence, and spirituality. His teachings resonated with many scholars and followers, emphasizing the preservation of the essence of Islam and fostering unity within the Muslim community. Of particular importance is Al-Nabhani's distinctive stylistic pattern in composing the biography of Prophet Muhammad . Through his writings, he skillfully portrayed the life and character of the Prophet, capturing the depth of his teachings and the profound influence he had on humanity. Al-Nabhani's biographical works were highly regarded for their historical accuracy, spiritual depth, and literary excellence, earning recognition from readers and scholars alike

Keywords: Yusuf bin Ismail Al-Nabhani, Islam, Muslim Ummah, research works, unity

اسلاف کی برکات اور انکے فیضان کے کئی شعبے ہیں اور خیالات نے انہیں دوام بخشنے کیئلے صدق دل اور خلوص سے کام لیا ان ہستیوں نے علم و عمل کی جو راہین انتخاب کئیں۔ اسلاف نے نعمت الٰہی سمجھتے ہوئے عام و خاص میں تقسیم کے رخ مقرر کئے۔ شریعت و طریقت کو ایسے اپنایا کہ پشت در پشت اور نسل در نسل انکے ثمرات سے لوگ مستفیض ہوتے چلے آرہے ہیں۔

اللہ تعالی کا فرمان عزت ہے

واللہ یختص برحمۃ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم[1]

(اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص فرماتا اور وہی فضل عظیم کا مالک ہے۔)

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء[2]

بیشک فضیلتیں اللہ کے اختیار میں، اس سلسلہ میں انہوں نے جو کیا ہے اس کا احصار ناممکن ہے۔ عرب و عجم میں اس پر بہت کچھ لکھا گیا ہے کیونکہ علماء وصلحاء ملت کی آبرو ہیں انکے دم سے سین وسنیا کی رونق ہے وہ رونق جو فریب نظر نہیں بلکہ حیات قلب وجگر ہے جو انسانیت کی بہار ہے اور حیوانیت سے کوسوں دور ہے۔ ہاں وہ مبارک ہستیاں جنہوں نے قلب و نظر کی پرورش کی جنہوں نے رفعت شان مصطفوی ﷺ میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا ہو آنکھوں سے لگانے اور دل سے لگانے کے قابل ہیں۔

یہ دل آویزی اور محبوبیت صرف ان بندگان خدا کے حصے میں آتی ہے جو اپنی زندگیاں اللہ عزوجل کے حبیب ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری اور آپ ﷺ کے حسن وجمال اور تعظیم و توقیر اور اعمال و کردار کے تذکرے اور آپکے دین متین کی حفاظت و تبلیغ میں صرف کردیتے ہیں۔

ایسے ہی صاحبان فضل وکمال میں حضرت شیخ الاسلام پیر طریقت، عالم شریعت، علامہ مولانا امام یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ اسی قدسی گروہ کے ایک فرد ہیں علامہ علیہ الرحمہ نے علم دین خوب جانفشانی سے سیکھا اور اس پر عمل پیرا ہو کر بلغوا عنی ولو آیہ[3] کی برکات سمیٹے کے جزبے کے تحت خوب عرق ریزی اور جانفشانی سے علم دین کی تبلیغ واشاعت کے فریضے کو انجام دیا۔

تاریخ ولادت باسعادت ومقام ولادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۹ء میں ہوئی، آبائی وطن خطہ فلسطین ہے۔ نبہان عربوں کا ایک معروف قبیلہ ہے آپ اسی خاندان کے چشم وچراغ تھے اسی بنا پر آپ کو نبہانی کہا جاتا ہے۔ آپ کے والد گرامی علوم اسلامیہ کے بہت بڑے فاضل اور تقوی وتقدیس سے موصوف تھے۔ وہ ذکر خدا اور یاد مصطفی علیہ التحیۃ والثناء میں مشغول رہا کرتے تھے۔[4]

سلسلہ نسب :

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب استاذ الاساتذہ وصدر العلماء حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل بن یوسف بن اسماعیل بن محمد ناصر الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہم ہے۔[5]

تعلیم القرآن :

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ابتدائی تعلیم تربیت گھر پر ہوئی، قرآن پاک اپنے والد بزرگوار شیخ اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے پڑھا۔ اسی سال کے بزرگ تھے اس کے باجود سلیم طبع اور باہمت تھے ان کا معمول عبادت الہی میں مشغول رہنا تھا۔ پہلے وہ ہر روز تہائی قرآن پڑھتے تھے پھر ہر ہفتے میں تین قرآن پاک ختم فرماتے یہ ان پر اللہ تعالیٰ کی بڑی کرم نوازی تھی[6]

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۔[7]

تم فرماؤ: اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ہی خوشی منانی چاہیے یہ اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں

ابتدائی تعلیم:

بعد ازاں جامعہ الازہر مصر میں محرم الحرام ۱۲۸۳ھ سے ۱۲۸۹ھ تک علم کی پیاس میں بجھانے میں مصروف رہے۔

خود ہی ارشاد فرماتے ہیں: میں نے (جامعہ ازہر) وہاں ایسے ایسے محقق اساتذہ سے استفادہ کیا کہ اگر ان میں سے ایک بھی کسی مکان میں موجود ہو۔

(فی اقلیم لکان قائد اھلہ الی الجنۃ النعیم)

ما حصل) تو وہاں کے رہنے والوں کو جنت کی راہ پر چلانے کے لئے کافی ہو اور تمام علوم میں لوگوں کی ضروریات کو تن تنہا پورا کر دے۔

چند اسائندہ کرام کے نام یہ ہیں۔[8]

ومشائخ عظام: اساتذہ کرام

شافعی (۱۲۸٦ھ) شیخ محمد منہوری

علامہ شیخ ابراہیم متصل الزرو (۱۲۸۷ھ)

علامہ شیخ احمد الاجھودی شافعی نابینا (۱۲۹۳ھ)

علامہ شیخ حسن العدوی المالکی (۱۲۹۸ھ)

(۱۳۰۰ھ) علامہ شیخ سید عبد الہادی نجا الابیاری

علامہ شیخ شمس الدین محمد الانبالی الشافعی، علامہ شیخ عبد القادر الرافعی الحنفی الطرابسی شامی، علامہ شیخ یوسف بر قاوری حنبلی، شیخ المشائخ علامہ ابراھیم السقا الشافعی رحمہ اللہ اجمعین

شواہد الحق میں ہے علامہ نبہانی علیہ الرحمہ سب سے زیادہ علامہ ابراھیم السقا کے معترف اور مداح رہے ہیں۔ ان سے شیخ الاسلام زکریا انصاری کی شرح وقایہ کی تحریر اور شرح منہج اور علامہ شرقاوی اور بجیرمی کے حواشی پڑھے اور تین سال تک ان سے اکتساب فیض پایا۔

ان کے علاوہ ان مشائخ کا نام بھی ملتا ہے

امین البیطار، محمد سعید الحبال

ابوالخیر بن عابدی

عبد اللہ السکری

محمد سعید الحبال

ابوالخیر بن عابدی

بن حسن العطاس

عبداللہ السکری

حسین بن محمد الحبشی

عبداللہ بن ادریس السنوسی

ابوالمواھب عبدالکبیر الکتانی

ابوالانوار ابن جعفر [9]

مشائخ کی نظر میں :

حضرت علامہ نبہانی کے مشائخ نے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کو سند فراغت عطا فرماتے وقت ان القابات سے نوازا

الامام الفاضل والھمام الکامل الجھبذ الابر الاسر اللوزعی الاریب والالمعی الادیب ولدنا شیخ یوسف بن شیخ یوسف بن شیخ اسماعیل نبہانی الشافی ایدہ اللہ بالمعارف و نصر۔

اس سے معلوم ہوا کہ اساتذہ کی نظر میں علامہ کتنی قدر و منزلت تھی دوسرا یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مذہبا شافعی تھے۔

آپ کی مصروفیت:

جب حضرت علامہ نبہانی قدس سرہ کے علم و فضل کا چرچا ہوا تو بیروت میں محکمہ الحقوق العلیا کے رئیس (وزیر انصاف) مقرر کر دیے گئے ایک عرصہ تک اس منصب پر فائز رہے۔[10]

علامہ نبہانی علیہ الرحمہ کی دینی خدمات:

آپ نے مذہب حق اہل سنت کی تائید و ترویج اور مذاہب باطلہ کی رد کرنے میں کئی قابل قدر کتب تحریر فرمائیں اور آپ کا تحریری کام امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمن کی تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ سے کمال مناسبت رکھتا ہے جس طرح برصغیر پاک وہند میں سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے فضائل و کمالات کو منانے کے لئے طاغوتی جتھے متحمد ہو چکے تھے یونہی شرق اوسط کے اسلامی مالک میں طاغوت واستعمار کے گماشتے مقام رسالت کو گھٹانے کی بھرپور کوشش کر رہے تھے، آپ نے اس خطرناک سازش کو طشت از بام اور اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے اپنی زبان و قلم کو ہتھیار بنا کر کئی محاذوں پر جنگ لڑی اور نظم و نثر کے ذریعے تجدد پسند اور باطل پرست تحریکوں کو موت کی نیند سلا دیا۔[11]

علامہ نبہانی علیہ الرحمہ کی تصنیفات:

حضرت علامہ نبہانی رحمہ اللہ تعالی علیہ نے اپنی دیگر مصروفیات کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان کی تمام تصانیف مفید ہیں اور مقبولیت عامہ کی سند حاصل کر چکی ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی تمام تر تصانیف مدینے شریف اور اس کے متعلقات سے وابستہ کیا۔ علم

حدیث شریف میں آپ کی نظر بہت وسیع ہے بعض کتب آپ نے ایسی بالغ نظری اور محققانہ شان سے تحریر فرمائی جنکی نظیر علمائے متآخرین کی تصانیف میں نظر نہیں آتی۔ یہ زور تحریر وسعت نظر اور عشق مصطفیٰ ﷺ کے منہ بولتے لعل و گہر ہیں۔ قلمی نگار شات میں جامی کا سوز و گداز، سعدی کی فصاحت، شیخ سرہندی کی مہارت اور محدث دھلوی کا علمی تبحر اپنی جھلکیاں دکھارہا ہے۔(رحمہ اللہ علیھم)اس علاوہ انہوں نے ان موضوعات پر خامہ فرسائی کی ہے، سیرت مبارکہ کی علم الاسانید اکابر، علماء، مشائخ کا تذکرہ درود شریف اور بارگاہ رسالت ﷺ میں کئے جانے والے قصائد جو خود آپ نے تحریر فرمائے۔

آپ کی کتب عالیہ کی فہرست حسب ذیل ہے۔

الفتح الکبیر فی ضم الروایات الی الجامع الصغیر:

تین اجزاء پر مشتمل یہ مجموعہ جس میں چودہ ہزار چار سو پچاس احادیث ہیں علامہ نبہانی علیہ الرحمہ نے ان کی ترتیب حروف معجم کے اعتبار سے لگائی ہے۔ ہر حدیث کے بارے اس کا اعراب اور کس سے روایت ہے یہ بھی بیان کیا ہے۔ علامہ نبہانی کے وصال کے بعد مطبوعہ المصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر سے تین جلدوں میں طبع ہوئی ہے۔ اپنے موضوع پر بڑی جامع اور بے مثل کتاب ہے۔ اگر علامہ کے گوہر بار قلم سے اور کوئی تحریر نہ بھی ہوتی تو ان کت علمی قابلیت و مقام کیلئے یہی کتاب کافہ تھی۔

قرۃ العینین علی منتخب الصحلحین:

تین ہزار احادیث اس کتاب میں امام موصوف نے جمع فرمائی اور فاضلانہ حاشیہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ علم حدیث کی تدوین، تخریج اور تدقیق میں یہ دونوں کتابیں شاہکار ہیں اور ان لوگوں کیلئے دعوت نظارہ ہیں جو ان کی ہستی پر اعتراض کرتے رہے ہیں۔

جواہر البحار فی فضائل النبی المختار ﷺ:

علامہ موصوف کی یہ کتاب چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں فضائل مصطفیٰ ﷺ کا گلشن مہک رہا ہے اور بحر نبوت کے جواہرات کا نکھار چکا چوند پیدا کر رہا ہے یہ کتاب کیا ہے محبت کی دستان ہے۔

وسائل الاصول الی شمائل الرسول ﷺ:

کتاب کا نام ہی اپنے موضوع کی وضاحت کر رہا ہے کہ شمائل نبوی ﷺ پر جامع کتاب ہے۔

قرۃ العنین من البیضاوی والجلالین:

قرآن پاک کی دو متداول و مشہور تفاسیر بیضاوی اور جلالین میں تحقیق و تدقیق کے دریا بہتے نظر آتے ہیں۔

شواہد الحق فی الاستغاثہ بسید الخلق:

اس کتاب میں مالک کونین ﷺ سے اسغاثہ کرنے کو مدلل انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

افضل الصلوٰت علی سید السادات ﷺ:

درود پاک اور اس کے لوازمات پر مشتمل کتاب ہے۔ بیروت لبنان سے ۱۳۰۹ھ کو شائع ہوئی عربی نسخے کے سرورق لکھا تھا افضل الصلٰوت علی سید السادات ﷺ؛ جمع الفقیر یوسف بن اسماعیل نبہانی رئیس محکمۃ حقوق بیروت غفر اللہ لہ ولمن دعا لہ بالمغفرۃ یہ درود اسلام پر اولین کتب میں سے ہے۔ یہ کتاب جب بکاد اسلامیہ میں پھیل گئی تو دور دپاک کی برکت سے اس کتاب کو شرف قبولیت حاصل ہوا اس کتاب میں فضائل درود اسلام پر سات فصلیں اور ستر ۷۰ صیغوں کو مستند اسناد کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

کچھ کتب کا مختصر اتعارف پیش کیا ہے بقیہ علامہ موصوف کی دینی خدمات کے ناموں کو ذکر دیا ہے۔

إتحاف المسلم بإتحاف الترهيب والترغيب من البخاري ومسلم

الأحاديث الأربعين في أمثال أفصح العالمين،

الأحاديث الأربعين في فضائل سيد المرسلين ﷺ

أحاديث الأربعين في وجوب طاعة أمير المؤمنين

أحسن الوسائل في نظم أسماء النبي الكامل

إرشاد الحيارى في تحذير المسلمين من مدارس النصارى

الأساليب البديعة في فضل الصحابة وإقناع الشيعة

روع أفضل الصلوات على سيد االسادات

الأنوار المحمدية اختصر به المواهب اللدنية للقسطلاني

الاستغاثة الكبرى بأسماء الله الحسنى

البرهان المسدد في إثبات نبوة محمد ﷺ

التحذير من اتخاذ الصور والتصوير

تنبيه الأفكار إلى حكمة إقبال الدنيا على الكفار

تهذيب النفوس في ترتيب الدروس وهو مختصر رياض الصالحين للنووی

توضيح دين الإسلام

جامع الصلوات: جامع كرامات الأولياء مجلدان

كتاب البرزخ

كتاب الاذكار

الدلالات الواضحات بشرح دلائل الخيرات

القول الحق فی مدح سید الخلق ﷺ

المجموعہ النبانیہ فی المدائح النبویہ ااسمار جالھا

سعادۃ المعاد في موازنۃ بانت سعاد

ریاض الجنۃ في أذكار الكتاب والسنۃ.

السابقات الجیاد في مدح سید العباد

سبیل النجاۃ في الحب في اللہ والبغض في اللہ.

سعادۃ الأنام في اتباع دین الإسلام

توضیح الفرق بینہ وبین دین النصاری في العقائد والأحکام

سعادۃ الدارین في الصلاۃ علی سید الکونین

الشرف المؤید لآل محمد ﷺ[12]

اس کتاب میں آل پاک کی عظمتوں رفعتوں کا ذکر ہے۔

اس کتاب کے بارے میں عبد الحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اگرچہ علامہ نبہانی علیہ الرحمہ کی تمام کتب نبی اکرام ﷺ کی محبت صادقہ کی مظہر ہیں اس لیے انہیں قبولیت عامہ کی سند حاصل ہے لیکن الشرف المؤید میں یہ پیار اور محبت پورے جوبن پر نظر آتی ہے خود علامہ نے بیان کیا ہے کہ قسطنطیہ میں بعض جہلا نے اہل بیت کرام رضوان اللہ علیھم سے ناگواری کا اور عناد کا مظاہرہ کیا ہے اور ان کی شان میں موجود احادیثوں کی تاویلات اور مفہوم غیر مراد لینے شروع کردیے اس صورت حال کی وجہ سے علامہ موصوف نے بے قرار ہو کر انہوں نے پیش نظر کتاب الشرف المؤید تحریر فرمائی۔

اس طرح کی مزید بیسیوں کتب علامہ موصوف نے اپنے زور قلم سے تحریر فرمائی۔ آپ کتب کے ناموں سے اندازہ لگا سکتے ہیں امام نبہانی علیہ الرحمہ کی اکثر تصانیف ذات مصطفٰی ﷺ کے گرد طواف کرتی نظر آئیے گئی۔ متآخرین میں ان جیسا تبحر علمی شاذ و نادر لوگوں میں ملتا ہے انہوں نے موضوع پر بھی قلم اٹھایا حق تحقیق ادا کیا ہے۔ اور عشق و محبت کی نمائید گی کا فرض پورا کردیا یہ بات اس وقت کی جب علامہ نبہانی علیہ الرحمہ اپنے افکار عالیہ سے عرب دنیا کی رہنمائی فرما رہے تھے عین اسی عہد میں برصغیر میں امام احمد رضا رحمہ اللہ علیہ محبت مصطفٰی ﷺ کے نغموں سے دلوں کے دیپ جلا رہے تھے دین کی سر بلندی کیلیے کتب دفتر تیار کر رہے تھے۔

علامہ نبہانی علیہ الرحمہ کو دینی خدمات میں شر کا سامنا کرنا پڑا:

اعلامہ نبہانی علیہ الرحمۃ نے دین اسلام کی سر بلندی کیلیے قصائد مرتب فرمائے جن میں سے قصیدہ الرائیۃ الکبری جو سات سو اشعار پر مرتب فرمایا جس میں اسلام اور دیگر مذاہب باطلہ کا تقابل کو ملحوظ رکھا بطور خاص نصرانیت کا تفصیلی رد کیا کیونکہ نصاری آیئے دن دین اسلام کے خلاف

پراپوگنڈا کرتے رہتے تھے اور قصیدہ الرائیۃ الصغری جو پانچ سو اشعار پر مرتب فرمایا جس میں علامہ موصوف نے سنت کی تعریف اور بدعت کی مذمت اور فسادیوں کا بھرپور رد بلیغ فرمایا جو اجتھاد کے مدعی تھے۔

ان قصائد کو دلیل بنا کر بعض کفار اور منافقین نے سلطان عبدالحمید سلطان ترکی کی کانا پوسی کی علامہ نبہانی اپنے قصائد کے ذریعے آپ کی سلطنت میں انتشار پھیلا رہے ہیں چنانچہ جب علامہ ۱۳۳۰ھ کو جب مدینہ شریف حاضر ہوئے تو انہیں شاہی حکم نامہ کے پیش نظر پابند سلاسل یا نظر بند کر دیا گیا۔ علامہ موصوف خود فرماتے ہیں۔

(حبست فی المدینہ مدۃ اسبوع لکن بلا کرام والاحترام)

مجھے ایک ہفتے تک مدینہ منورہ میں قید کیا گیا لیکن اکرام اور باعزت طریقے کے ساتھ۔

مولانا ضیاء الدین مدنی اور مولانا احمد رضا بریلوی علیہما الرحمہ جو اس واقعہ کے نظیر ہیں

اس واقعہ کو تفصیل سے منشاء تابش قصوری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا جو آپ نے مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ (جو نصف صدی سے مدینے میں موجود تھے) ان سے بذات خود سماعت کیا۔ سطان عبدالحمید نے گورنر مدینہ بصری پاشا کو علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ کو نظر بند کرنے کا آڈر جاری کیا جبکہ گورنر علامہ موصوف کا پہلے سے ہی مداح خواں تھا وہ بڑی عقیدت سے علامہ موصوف کے دولت خانہ میں حاضر ہوا اور سطان عبدالحمید کا آڈر سنایا علامہ موصوف سنتے ہی فرمانے لگے۔

(سمعت وقرات واطعت) ترجمہ: میں نے سن لیا اور میں نے پڑھ لیا اور میں نے اطاعت کرتا ہوں۔

گورنر مدینہ بصری گزارش کرنے لگا کہ قید تو ایک فارملٹی ہے دراصل اسی بہانے مجھے آپ کی خدمت اور مہمان نوازی کرنے کا موقع مل جائے گا اور جو علماء ومشائخ آپ سے ملنے کیلیے حاضر ہو گیئں ان کی ضیافت کرنے کا موقع مل جائے گا آپ کے چاہنے والے معتقدین کیلیے ہر وقت گورنر ہاؤس کے درازے کھلے ہی ملے گے آپ کا یہاں قیام کوئی نظر بند نہیں بلکہ سلطان عبدالحمید کے آڈر کی تعمیل کا بھانہ ہے۔ اس کی وجہ ہی تھی کہ علامہ موصوف ممتاز عالم دین تھے اپنے دور کے علماء سے آپ کے اچھے مراسم تھے ان کے نظر بند کی خبر عالم اسلام میں بہت تیزی کے ساتھ نشر ہو گئی ہر ادنی واعلی آپ کا معتقد بہت افسردہ ہو گیا لیکن علامہ موصوف کے چہرے پر کسی طرح کے بے چینی اور پریشانی کے اثرات موجود نہ تھے، پھر بھی آپ کے حلقہ واحباب اور اصحاب مقتدر نے عرض کی کے ہم سطان سے آپ کے متعلق رہائی کی درخواست دیتے ہیں علامہ موصوف نے فرمایا: اگر آپ لوگوں نے درخواست پیش کرنی ہے تو سلطان حمید کی بجائے سلطان کون ومکاں ﷺ کے در دولت پر حاضر ہو کر یوں عرضی پیش کرو

صلی اللہ علی النبی الامی صلی اللہ علیہ و سلم صلوۃ وسلاما عیلك یارسول اللہ ﷺ قلت حیلتی انت وسیلتی ادرکنی یاسیدی یارسول اللہ ﷺ

مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہم نے اس دورد پاک کو تین ایام ہی پڑھا کر پیش کیا تھا کہ سلطان عبدالحمید نے گورنر بصری کو نظر بند

کے آڈر واپس لیتے ہوئے پیغام دیا، علامہ یوسف النبھانی علیہ الرحمہ کو عزت واحترام کے ساتھ رہا فرمادیا جائے[13]

علامہ موصوف فرماتے ہیں:

جب صاحب اقتدار کو معلوم ہوگیا کہ ہم غلطی پر ہیں اور علامہ موصوف خلوص نیت کے ساتھ اور پوری قوت کے ساتھ دین اسلام کی خدمات سرنجام دے رہیے ہیں اور دین اسلام اور نبی آخر زماں ﷺ کا ڈیفنس کررہے ہیں۔اس کے بعد میری رہائی کا پیغام صادر کیا گیا اور موجودہ حکموت کے صاحب اقتدار لوگوں نے مجھے نظر بند کرنے پر شرمندی کا اظہار کیا[14]

مسلمانوں کو آگاہی فراہم کی:

علامہ نبھانی علیہ الرحمہ دین اسلام کا درد رکھنے والی ہستی تھی جہاں کہیں بھی اغیار کو مسلمانوں کے ایمان پر حملہ کرتے ہوئے دیکھتے تو اپنے زور قلم سے روکنے کی بھرپور کوشش کرتے تھے آپ نے اپنے عھد میں نصاری کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں کے بچوں کو اسکول کی تعلم اور دنیاوی علوم کے جھانسے سے اپنی گرجا گھروں میں اور عباد گاہوں میں اپنی عبادت میں شریک کرتے اس حالت کو دیکھ کر آپ کرب واضطراب میں مبتلا ہوگئے۔وقت کی ضرورت کے پیش نظر آپ نے ایک کتاب تحریر فرمائی(ارشاد الحیاری فی تحزیر المسلمین من مدارس النصاری) بڑے جاندار طریقے سے مسمانوں کو منع کیا۔اس میں آپ نے ایک نوٹ نقل کیا جو علامہ موصوف نے اپنی تحریر (افضل الصلٰوات علی سید السادات ﷺ)میں بہت عرصہ قبل ہی تحریر فرمایا تھا۔

علامہ موصوف فرماتے ہیں۔

نصاری جو اسکول مملکت اسلامیہ میں اوپن کررہے ہیں اس میں آغاز میں ایک مذموم شرط رکھتے ہیں لازماوہ عسیائی کلاس فیلو کے ساتھ گرجا گھر جائے گا اور جس طرح ان کو کرتے ہوئے دیکھے گا اسی طرح کی حرکات وسکنات دھورائے گا چاۓ کوئی مسلمان ہی کیوں ہو اگر اس شرط پر عمل کرسکتا ہے تو وہ داخل ہوا گر منظور نہیں تو داخل نہ ہو بیروت میں بھی نصاری نے ایسے اسکول اوپن کیے ہیں جن میں مسلم کمیونٹی کے بچے زیر تعلیم ہیں مثال کے طور پر مدرسہ یسوعیہ اور مدرسہ المطران المارونیہ ہم نصاری کو اس بناء پر کوئی بھی حرف نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ اپنے اہداف کے تحت کام کررہے ہیں اور اپنے اصول وضوابط واضح بیان کردیتے ہیں اور نہ ہی داخلہ کروانے پر جبر والی کوئی صورت اختیار کرتے ہیں۔وہ مسلم کمیونٹی ضرور قصور وار ٹھرے گئی اور قابل گرفت عمل کا مظاہرہ کررہے ہیں جو اپنی رضامندی سے ان اسکولوں میں اپنے بچوں کو داخلہ کرواتے ہیں۔اوران کے بچے وہی قیام پزیر ہوتے ہیں اوران کی عبادت گاہوں، گرجوں میں جاتے ہیں۔

علامہ موصوف فرماتے ہیں ایک ایمان دار بندہ اسی صورت ہی اپنے بچوں کو داخل کروائے گا جب اسے اصول وضوابط کا علم نہ ہو یا اس کو شرعیا عتبار سے کیا حکم لگتا ہے اس سے نابلد ہو اس کی شرط فاسدہ فوق میں بیان کردی گئی ہے اور حکم شرعی احکام شرع کی کتب میں موجود ہے اور کسی بھی صاحب علم پر اس کا حکم پوشیدہ نہیں ہے۔جیسا کہ صاحب شفاء شریف امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ نے حکم شرع بیان کیا ہے اپنی کتاب میں امور کفریہ کو بیان کرنے کہ بعد فرماتے ہیں۔

اسی طرح ہم اس شخص کو کافر قرار دیں گے جس سے ایسا فعل جس سے سرزد ہو کہ اس کے بارے میں مسلمانوں کا اجماع ہو کہ وہ کافر سے صادر ہو سکتا ہے اگرچہ وہ اس فعل کے باوجود مسلمان ہونے کی تصریح کرتا ہیں مثلا سورج، چاند، صلیب اور آگ کو سجدہ کرنا، یہود و نصاری کے ہمراہ ان کی عبادت گاہوں گرجوں وغیرہ) میں جانا، ان کا لباس پہننا مثلاً زنار باندھنا اور سر کا درمیانی حصہ منڈوانا مسلمانوں کا اتفاق ہے افعال کافر ہی سے صادر ہو سکتے ہیں اور یہ افعال کفر کی علامت ہیں، اگرچہ ان کا مرتکب مسلمان ہونے کی تصریح کرتا ہو۔

اس سے دین اسلام کا حکم شرع سب کو واضح ہے کسی پچ کوئی بھی مخفی ہونے کا عذر البتتہ باقی نہیں رہتا اس بعد بھی وہ نصاری کے سکول میں اپنی اولاد کو داخل کرواتا ہے تو وہ دینی معاملات سے محروم اور لاپر وہ شخص ہے ہم اللہ تعالی کی ناراضگی سے پناہ طلب کرتے ہیں۔[15]

ایک جانب یہ نصاری جو اپنی عسائیت کو فروغ دینے میں بے دریغ دولت لگا رہے ہیں اور اسکولوں کا قیام عمل میں لارہے ہیں اور دور کے گاؤں وگھوٹوں میں جاکر کم علم طبقہ عوام الناس کو اپنے پادریوں کے پاس اکٹھا کر کے ایمان والوں کے ایمان کو چھیننے کی انتھک کوششوں میں لگے ہوئے ہیں اس پر صدمے کا اظہار کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

ایک طرف یہ نصاری کی حالت ہے اس کے مقابل ہم دیکھتے ہیں مسلم کیمونٹی کے کوگ دین اسلام کی اشاعت و ترویج میں کوئی فکر نہیں ہے کوئی مال و دولت کا خرچ دین کیلئے نہیں کرتے اور تو اور اپنی اولاد کی بھی کوئی فکر نہیں کرتے ان کے شکوک واوہام باطلہ کو دور کرنے کی بھی کوئی فکر نہیں کرتے کیا یہ باعث ملامت، رسوائی اور خسارہ نہیں ہے؟ اور سرکشی پھلتی جارہی ہے۔[16]

علامہ نبہانی علیہ الرحمہ سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔آپ اگر کسی فرد کو یا گروہ کو بارگاہ رسالت مآب ﷺ کی ادنی سی بے ادبی کرتے ہوئے محسوس کرتے تو پاتے تو بے دھڑک اس کی تردید کرتے اور کسی طرح کی رورعایت روانہ رکھتے تھے۔دین اسلام کے فروغ کیلئے آپ نے راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو کھل کر بیان کیا تا کہ مسلمان ان ھتکنڈوں سے محفوظ رہ سکے اور اپنے ایمان کی حفاظت کر سکے۔

وصال:

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ کا وصال بیروت میں ۱۳۵۰ھ، ۱۹۳۲ء رمضان کے مہنے کی ابتداء میں ہوا۔آپ باقدگی سے نمازوں کے پابند اس کے ساتھ نوافل کی کثرت اور دورد اسلام رسالت ماب ﷺ میں مسلسل پیش فرماتے رہتے۔[17]

حوالاجات:

---

[1] سورۃ آل عمران: ۷۴

[2] سورۃ آل عمران: ۷۳

[3] بخاری محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، بیروت، ۱۴۶۶ھ، دار الطوق النجاۃ، ۴، ۱۷۰، حدیث ۳۴۶۱

[4] نبہانی علامہ یوسف بن اسماعیل، جامع کرامات اولیاء، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کراچی، ۲۰۱۳، ج اول، ص 36

[5] محمد عبد الحکیم شرف قادری، نور نور چہرے، لاہور، نوری کتب خانہ، ۲۰۰۵ء، ص 397،

[6] نبھانی علامہ یوسف بن اسمعیل، مترجم علامہ اشرف سیالوی، شواھد الحق فی الاستغاثہ، مدینہ منزل لاہور حامد اینڈ کمپنی،۱۴۰۸ھ،۱۹۸۸ء، ص ۳

[7] سورۃ یونس:۵۸

[8] نبھانی علامہ یوسف بن اسمعیل، مترجم علامہ اشرف سیالوی، شواھد الحق فی الاستغاثہ، حامد اینڈ کمپنی، لاہور مدینہ منزل۱۴۰۸ھ،۱۹۸۸ء، ص ۴

[9] ص ۵ ۔ایضا،

[10] ایضا ص ۶۸

[11] نہانی علامہ یوسف، حجۃ اللہ علی العلمین،، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کراچی، ۲۰۰۲ء، ج اول، ص 40،

[12] نہانی علامہ یوسف، حجۃ اللہ علی العلمین، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کراچی، ۲۰۰۲ء، ج اول، ص 40،

[13] قصوری مولانا محمد منشاء تابش، اغثنی یارسول اللہ، لاہور مکتبہ قادریہ، ۱۳۹۵ھ،۱۹۷۵ء ص ۱۵

[14] نبھانی علامہ یوسف بن اسماعیل، الدلالات الوضحات، مکہ المکرمہ، طبعہ اولی۲۰۰۸م،۱۴۲۸ھ، ص ۱۳۹

[15] نبھانی علامہ یوسف بن اسماعیل، ارشاد الحیاری فی تحزیر المسلمین، مصر، مطبع الحمیدیہ، ۱۳۲۲ھ، ص ۶۔

[16] ایضا، ص ۱۵

[17] نبھانی علامہ یوسف بن اسمعیل، مترجم علامہ اشرف سیالوی، مقدمہ شواھد الحق فی الاستغاثہ، حامد اینڈ کمپنی، لاہور مدینہ منزل،۱۴۰۸ھ،۱۹۸۸ء، ص ۱۰

References:

1: Surah Al Imran: 73
2: Surah Al Imran: 74
3: Bukhari Muhammad bin Ismail, Sahih Bukhari, Beirut, 1466, Dar Al-Tawq Al-Najā, 170, 4, Hadith 3461
4: Nabhani Allamah Yusuf bin Ismail, Jami' Karamat Awliya', Ziya' al-Qur'an Public Library Karachi, 2013, Part One, p. 36
5: Muhammad Abd al-Hakim Sharaf Qadiri, Nour Nour chehre , Lahore, Nour Kutub Khan, 2005, p. 397,
6: Nabhani Allamah Yusuf bin Ismail, Mutarjim Allamah Ashraf Sialvi, alshwahid ul haq , Medina Manzil Lahor, Hamid and compni, 1408, 1988, p. 3
7: Surah Yunus: 58
8: Nabhani, Allamah Yusuf bin Ismail, Mutarjim Allamah Ashraf Sialvi , alshwahid ul haq , Medina Manzil Lahor, Hamid and compni, 1408, 1988, p. 4
9: Also p,5
10: Also p, 68
11: Nabhani Allama Yusuf bin Ismil, Hujjatullah ali Al-alameen, Zia Al-Qur'an Public Library Lahore Karachi, 2002, Part One, p. 40,
12: Nabhani Allama Yusuf, Hujjatullah Ala Alamein, Zia Al-Qur'an Public Library Lahore Karachi, 2002, Part One, p. 40,
13: Qasouri, Maulana Muhammad Mansha Tabish, Aghasni, ya rasool allah , Lahore, Qadiriya Library, 1395, 1975, p. 15.
14: Nabhani Allama Yusuf bin Ismail, Al-Dalalaat Al-Wadhahat, Makkah, first edition 2008 AD, 1428, p. 139
15: Nabhani Allama Yusuf bin Ismail, Irshad al-Hiyarati fi Tahzir al-Muslimeen, Mesar,Matba Al-Hamidiyah , 1322, p. 6.
16: Also, p. 15
17: Nabhani Allamah Yusuf bin Ismail, Mutarjim Allamah Ashraf Sialvi, alshwahid ul haq , Medina Manzil Lahor, Hamid and compni, 1408, 1988, p. 10